رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ...... لے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عاں

شرح چندہ
سالانہ ...... لے
ششماہی ...... ہے
سہ ماہی ...... عاں

قیمت فی پرچہ (۲ ر)

قیمت پرانا پرچہ ۴ر

جلد ۲ | ۲ر فروردی ۱۳۵۴ف | ۱۹ر صفر ۱۳۶۴ھ | ۳ر فروری ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۳

بھولا بھائی ڈیسائی کی سرگرمیاں

پردے کے پیچھے کیا ہو رہا ہے؟

ٹائمز آف انڈیا میں کیپٹل لکھتا ہے کہ دو ہفتے پہلے بھولا بھائی ڈیسائی کی ان کوششوں کو ذکر کیا جا چکا ہے جو وہ سیاسی تعطل کو حل کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ اس وقت صرف قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں مگر اب کچھ واقعات منظر عام پر آگئے ہیں۔ بھولا بھائی ڈیسائی نے لارڈ ویول سے ایک طویل ملاقات کی۔ سر فرانسس موڈی رکن داخلہ حکومت ہند ملک کا دورہ کر رہے ہیں اور ان کے نمائندے خاص کر کانگریسی لیڈروں سے مل رہے ہیں۔ دوسری طرف مسٹر جناح اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کے تردیدی بیانات شائع ہو چکے ہیں اور پبلک حیران ہے کہ بھولا بھائی ڈیسائی کی سرگرمیوں سے متعلق جو خبریں شائع ہوئی ہیں ان میں کس حد تک صداقت ہے اور پردے کے پیچھے کیا ہو رہا ہے۔

مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کے اقدام کو سمجھنے کے لئے ہمیں مرکزی اسمبلی کی ان بحثوں پر نظر ڈالنی چاہئے جو ۱۹۴۴ء کے بجٹ اجلاس میں ہوئی تھیں جبکہ کانگریسی ارکان نے اپنی پارٹی سے خاص ہدایت حاصل کئے بغیر لیگ کے ارکان سے مل کر حکومت کو ایک سے زیادہ مرتبہ شکست دی۔ اکثر لوگوں نے اس متحدہ عمل کا خیر مقدم کیا اور یہ خیال کیا کہ اسمبلی کی چار دیواری سے باہر ایک متحدہ سیاسی محاذ کا وجود مشکل نہیں ہے۔ لیکن لیگ کی جماعت لاہور کے بعد جس میں راجہ جی کے فارمولا کو ناپسند کیا گیا تھا، امید ناامیدی سے بدل گئی۔ بہر حال کچھ عرصہ کے بعد جب مسٹر جناح اور مسٹر گاندھی جی کی ملاقات کی اطلاع شائع ہوئی پھر ایک امید بندھ گئی۔ ۱۹۴۴ء کی سرمائی سماعت اسمبلی میں لیگ اور کانگریس کے ارکان نے اکثر امور پر متحدہ طور پر ووٹ دئے۔ اس دفعہ کانگریس پارٹی گاندھی جی کی رضامندی سے اسمبلی میں کام کر رہی تھی۔ بہر حال فروری ۱۹۴۴ء سے آج تک ملک میں بہت سے واقعات رونما ہوئے۔

مسٹر ڈیسائی اور نواب زادہ لیاقت علی خاں نے اپنی اپنی پارٹیوں کے ساتھ اکثر امور پر مل کر کام کرنے کے علاوہ ایسے امور پر بھی تبادلہ خیال کیا جو اسمبلی کے دائرہ عمل سے باہر ہیں۔ ان گفتگوؤں میں کن مسائل پر بحث ہوئی قطعیت کے ساتھ کہنا مشکل ہے۔ لیکن دہلی کے اخبار نے اس گفتگو کا ایک خلاصہ اور ان خطوط کے مندرجات شائع کئے جو بیان کیا جاتا ہے کہ ان لیڈروں نے ایک دوسرے کو لکھے تھے۔ تفصیلات میں گئے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان لیڈروں نے ایک ایسے عارضی سمجھوتے سے متعلق گفتگو کی جو ایک طرف حکومت کے لئے اور دوسری طرف کانگریس اور لیگ کے لئے قابل قبول ہو۔ اس کے بعد وہ منزل آئی جبکہ مسٹر ڈیسائی نے وائسرائے سے طویل گفتگو کی۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بھولا بھائی ڈیسائی نے مسٹر گاندھی سے بھی طویل ملاقات کی۔ عام طور پر یہ باور کیا جاتا ہے کہ بھولا بھائی ڈیسائی نے مسٹر گاندھی سے اپنی اس تجویز کی تفصیلات پر تبادلہ خیال کیا کہ قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء کے تحت مرکز اور صوبوں میں مخلوط حکومت کانگریس اور لیگ کے مطالبات کو متاثر کئے بغیر قائم کی جائے۔ جہاں تک حکومت کا تعلق ہے یہ تجویز اس مفروضہ پر مبنی ہے کہ مساعی جنگ میں پوری طرح اشتراک عمل کیا جائے گا۔ شاید اس میں ایک شرط یہ بھی رکھی گئی ہے کہ وائسرائے کے خصوصی اختیارات سے ہٹ کر باقی امور میں کابینہ کے فیصلوں کو قبول کر لیا جائے جیسا کہ ۱۹۳۷ء میں وزارتیں قبول کرتے وقت کانگریس سے سمجھوتہ ہوا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ تجویز حکومت، کانگریس اور مسلم لیگ تینوں کے لئے قابل قبول ہو سکتی ہے؟

دوسرا دلچسپ واقعہ رکن داخلہ حکومت ہند کا دورہ ہے جو اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ ہے۔ بہر حال رکن داخلہ کے دورہ کو مسٹر ڈیسائی کے اقدام سے متعلق کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

کانگریس کی حد تک یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی تجویز کامیاب نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ اس کو مسٹر گاندھی کی بالواسطہ یا بلاواسطہ تائید حاصل نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ مسٹر گاندھی کانگریس کی مجلس عاملہ سے مشورہ کئے بغیر کچھ نہیں کہیں گے۔ تاہم یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر گاندھی کی … حاصل کئے بغیر مسٹر ڈیسائی آگے جدوجہد نہیں کرتے۔

مسلم لیگ کی روش کیا ہے؟ مسٹر جناح کے تردیدی بیان کے بعد قیاس آرائیوں کو موقوف ہو جانا چاہئے تھا لیکن مسٹر جناح کی تردید اس امر سے متعلق ہے کہ کوئی سمجھوتہ ہو گیا ہے جبکہ لیگی لیڈروں کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ جب تک سمجھوتہ ہو نہ جائے وہ ذمہ داری قبول نہیں کرتے۔ اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کے اس بیان کو سمجھنا مشکل ہے کہ مسٹر ڈیسائی سے ان کی جو گفتگو ہوئی اس کو سیاسی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس واقعہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ مسٹر ڈیسائی نے مسٹر گاندھی اور لارڈ ویول سے طویل ملاقاتیں کیں اور ایک صحافتی بیان میں کہا کہ تفصیلات کا اظہار کرنا ملک کے مفاد کے خلاف ہوگا۔

مملکت ہفتہ وار

جلد ۲	۱۲ فروری سنہ ..ف	نمبر ۴

ہماری غذا

مسٹر ایم، آر مسانی نے ہندوستان کے غذائی مسئلہ سے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جس کو نالندا پبلیکیشنز کو پورہ بمبئی نے شائع کیا ہے۔ کتاب عام فہم اور دلچسپ انداز میں لکھی گئی ہے اور اس میں اغذیہ سے متعلق چند اہم اعداد پیش کئے گئے ہیں جن کو ہم ذیل درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

ہندوستان میں (۲۱) کروڑ ایکر رقبہ زیر کاشت ہے۔ مویشی کی تعداد (۲۰) کروڑ ہے۔ کاشتکاروں کی تعداد (۲۰) کروڑ، اس کے باوجود جو غلہ پیدا ہوتا ہے وہ ملک کی حقیقی ضروریات سے دس کروڑ ٹن کم ہے۔ غلہ کی پیداوار سالانہ (۳۱۵) کروڑ پلے ہے اور ملک کی حقیقی ضرورت (۳۴) کروڑ پلے سے زائد ہے اس طرح سالانہ دس کروڑ پلے کی کمی رہتی ہے۔ ہندوستان میں ترکاری کی پیداوار (۰۵) لاکھ ٹن ہے لیکن ملک کی ضرورت (۳) کروڑ ٹن سے زیادہ ہے۔ ترکاری کی حد تک بھی ہر سال دو کروڑ ٹن کا خسارہ رہتا ہے۔ دودھ کا حال اس سے بدتر ہے۔ حساب لگایا گیا ہے کہ اگر ہر ہندوستانی دودھ اتنا پئے جو اس کو اصول حفظان صحت کے لحاظ سے پینا چاہئے تو ہندوستان کی غذائی پیداوار صرف (۵۵) فی صد آبادی کے لئے کافی ہوگی۔

پیش نظر کتاب میں بتلایا گیا ہے کہ دودھ کے مسئلہ میں ممالک محروسہ سرکار عالی کا موقف بہت کمزور ہے۔ ۱۹۴۳ء میں حکومت ہند نے اس امر کا جائزہ لیا تھا کہ ہر صوبہ میں فی کس روزانہ کتنا دودھ صرف ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل اعداد قابل غور ہیں:۔

سندھ	۵ چھٹانک فی کس فی یوم
پنجاب	۶½
صوبہ متحدہ	۳½
صوبہ سرحد	۳¾
بمبئی	۲¾
میسور	۲
بہار	۲
حیدرآباد	۱½

ان اعداد و شمار پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ صاف طور پر ہمارے سامنے آتا ہے کہ تنظیم مابعد جنگ کی اسکیموں میں اگر ہم غذائی پیداوار کی ترقی کی اسکیم کو نوقیت کا درجہ نہ دیں تو ایک سنگین غلطی ہوگی۔ اگر ہماری آبپاشی کی اسکیمیں ــــــــ مثلاً تنگبھدرا، گوداوری اور کرشنا پراجکٹ اور مولوی سید عارف الدین صاحب کی وہ اسکیم جس کے تحت گندہ پانی بلدیات کو آبپاشی کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے ــــــــ روبہ عمل لائی جائیں تو نہ صرف غلہ کی پیداوار میں اضافہ ہوسکتا ہے بلکہ ترکاری اور میوہ کی کاشت کو بھی خاطر خواہ فروغ حاصل ہوگا۔

حیدرآباد میں عنقریب بہائم شماری کی مہم شروع ہونے والی ہے جس کے بعد اس امر کا پتہ چلے گا کہ حیدرآباد میں مویشی کی تعداد کس قدر گھٹ گئی۔ لیکن جوں ہی نتائج کا اعلان ہو حکومت کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ مویشیوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے کن تدابیر کی ضرورت ہے۔

ایک اور بات جو توجہ طلب ہے یہ ہے کہ حیدرآباد میں مچھلیوں کی افزائش کے امکانات کافی وسیع ہیں۔ بہتر ہوگا کہ محکمہ ماہی گیری کا دائرہ عمل بھی وسیع تر ہوتا جائے۔ اگر محکمہ زراعت توجہ کرے تو ترکاری اور میوے کی کاشت میں قابل لحاظ اضافہ ممکن ہے۔ لیکن ہماری رائے میں یہ سارے مسائل سرمایہ دار افراد کے لئے نہ چھوڑ دئے جائیں بلکہ امداد باہمی کے اصول پر عوام کے تعاون اور حکومت کی سرپرستی میں جاری رہیں تو سارا ملک بھی ان کوششوں کے ثمرات سے مستفید ہوسکے گا۔

خاموش خدمت

اخبار "میزان" مورخہ ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۴۴ء (حصہ انگریزی) میں ڈاکٹر قاسم امیر علی خاں کا وہ خطبہ شائع ہوا ہے جو آپ نے متھوڈسٹ چرچ کے سالانہ جلسہ میں سنایا تھا۔ اس خطبہ میں بعض دلچسپ اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں جن کا اعادہ یہاں ذیل میں کیا جاتا ہے:۔

(۱) گذشتہ نصف صدی کے دوران میں ممالک محروسہ سرکار عالی میں عیسائیوں کی تعداد تیرہ ہزار سے بڑھ کر دو لاکھ سولہ ہزار ہوگئی۔

(۲) ممالک محروسہ میں عیسائیوں کے (۲۰) تبلیغی ادارے (۹۴۳) مراکز پر کام کررہے ہیں۔

(۳) ان (۹۴۳) مراکز سے متعلق ایک ہزار سات سو گرجے قائم ہیں۔

(۴) ممالک محروسہ میں دو سو یوروپین اور چار ہزار ہندوستانی مبلغین کام کررہے ہیں جن میں دو سو عورتیں ہیں۔

(۵) ممالک محروسہ میں عیسائی مشنریوں کی جانب سے پانچ مدارس فوقانیہ، ایک ہزار مدارس ابتدائی اور (۱۰) خصوصی درسگاہیں چلائی جارہی ہیں۔ ان کے علاوہ دس تربیت گاہیں ایسی ہیں جہاں مبلغین اور معلمین کو تیار کیا جاتا ہے۔ چار مدارس ایسے ہیں جہاں انجیل کی تعلیم دی جاتی ہے اور تیرہ سو مدارس ایسے ہیں جو صرف اتوار کے دن کام کرتے ہیں۔

(۶) ان جملہ مدارس میں ساٹھ ہزار سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

(۷) انجیل کا ترجمہ اردو، تلنگی، مرہٹی، اور کنٹری میں ہوچکا ہے۔

(۸) عیسائی مشنریوں کی جانب سے (۳۲) دواخانے قائم اور کارگزار ہیں۔ ان میں سات سو مریضوں کے قیام و طعام کا بھی انتظام ہے۔ ہر سال ان دواخانوں میں (۳۰) ہزار مریضوں کو دوا دی جاتی ہے اور چھ ہزار مریضوں کو دواخانے میں رکھ کر علاج کیا جاتا ہے۔

(۸) یہاں آٹھ ڈاکٹر یوروپین ہیں اور (۱۶) ہندوستانی۔ (۶۰) نرسیں موجود ہیں جن میں (۵) ہندوستانی۔ ممالک محروسہ میں جذام کا علاج کرنے والا واحد ادارہ انہی مشنریوں کی توجہ کا مرہون منت ہے۔

(۹) ممالک محروسہ میں ایک ہی ادارہ ایسا ہے جس کو بے سہارا خواتین کے لئے پناہ گاہ سمجھنا چاہئے۔ اس ادارہ کے قیام کا سہرا بھی عیسائی مشنریوں کے سر ہے۔

(۱۰) ان جملہ اداروں کے سالانہ اخراجات بارہ لاکھ سے زائد ہیں۔

ڈاکٹر امیر علی خاں نے اپنے خطبہ میں ... اہم امور کی جانب بھی عیسائی مشنریوں کو متوجہ کیا ہے ... ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کو بہر حال ... عبادت ...

لانے لگتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اپنے ساتھیوں سے بالاتر
سمجھتا ہے اور خصوصی مراعات کا متوقع رہتا ہے ایک عیسائیان
پر جو حقیقت پرستی ہے۔ اس کی ذمہ داری شاید ان پرچوں
نہیں ہوسکتی جو اپنے جدید معتقدین کو اپنے اثرات سے غیر
ضروری مراعات دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ایک نقص سے
قطع نظر عیسائی مشنری جس خلوص اور انہماک سے اپنا کام انجام
دیتے رہتے ہیں وہ ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ ان کا طریقہ
یہ ہے کہ غریبوں کی خدمت کرکے ان کے قلوب کو اپنے ہاتھ
میں لیا جائے اور پھر انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیا جائے۔
... مشنریوں کی تعلیمی، سماجی اور طبی خدمات کی نظیر کوئی دوسرا
... پیش نہیں کرسکتا۔ اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ
مشنری اخبارات میں اپنے کام کا چرچا نہیں کرتے اور نہ بیانات
شائع کرتے ہیں۔

زراعتی تحقیقاتی کونسل کا سالانہ جلسہ

پیام ہمایونی

دیگر اقطاع ہند کی طرح حیدرآباد بھی دراصل ایک
زرعی ملک ہے۔ کاشت کی کامیابی کا انحصار اچھے مویشیوں پر
ہے چنانچہ زراعت اور حیوانات کی پرورش و نگہداشت
میں باہم ایک قریبی تعلق ہے اور باشندگان ملک بالخصوص
دیہی آبادی کی خوشحالی ان دونوں علوم کی ترقی سے وابستہ
ہے۔ ہمارے لئے اپنے مویشیوں کی حفاظت کرنا اور ان کی
نسل کو بہتر بنانا ضروری ہے۔ چنانچہ مویشیوں کی افزائش کی
تدابیر سوچنے اور لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے سائنسی اور سرکاری
کارکنوں کا مجتمع ہونا ایک بر محل کوشش ہے۔ مجھے امید ہے کہ
آپ کے مباحث سے ملک کی ترقی میں بڑی مدد ملے گی۔ میں
اپنے دارالسلطنت میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ
کی کانفرنس کی ہر طرح کامیابی کا متمنی ہوں۔

نواب صدر اعظم بہادر کی تقریر

حیدرآباد ۱۰ اسفندار۔ آج شام عالی جناب نواب
صدر اعظم بہادر، باب حکومت سرکار عالی نے شعبہ پرورش حیوانات
کے اجلاس کے موقع پر حیدرآباد میں حسب ذیل
تقریر فرمائی۔

نائب صدر صاحب اور حضرات!

میرے خیال میں غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ شعبہ
پرورش و نگہداشت حیوانات کا جلسہ برطانوی ہند کے باہر
منعقد ہو رہا ہے اور جیسا کہ اصولاً ہونا بھی چاہئے تھا۔
برطانوی ہند کے باہر منعقد ہونے والے اس پہلے جلسہ کے لئے
ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست کا انتخاب کیا گیا۔ آپ
نے ابھی آپ کے سامنے اعلیٰ حضرت بندگان عالی کا پیام
پڑھنے کی عزت حاصل کی ہے اور اب حیدرآباد و حکومت
سرکار عالی کی جانب سے آپ سب کا خیر مقدم کرنا میرے
لئے موجب مسرت ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کے مباحث
ہندوستان میں مویشیوں کی پرورش سے متعلق متعدد مسائل
کو حل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔

نائب صدر صاحب جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا
ہے ہندوستان جیسے ملک کے لئے یہ بہت ضروری ہے
کہ سائنس دانوں اور سرکاری کارکنوں کو ایک دوسرے
سے قریب تر ہونے کے مواقع فراہم کئے جائیں تاکہ ان کی
مشترکہ جد و جہد سے ان مسائل کو حل کرنے میں مدد ملے جو
تمام ملک کے لئے یکساں اہمیت رکھتے ہیں۔ کارکنوں
کے درمیان میں جو بعد حائل ہے اس کی وجہ سے سائنس
دانوں کو دشواری پیش آتی ہے اور وہ اپنی تمام تر توجہات
پیش نظر کام پر مرکوز نہیں کرسکتے اس قسم کے اجتماعات
مشترکہ غور و فکر اور عمل کو ترقی دینے میں بہت مفید ثابت
ہوتے ہیں۔ اگرچہ آپ یہاں تبادلہ خیال کرنے تجربات
کی روشنی میں اپنے منصوبوں میں رد و بدل کرنے اور آئندہ
کے نئے نئے پروگرام مرتب کرنے کی غرض سے جمع ہوئے ہیں
تاہم مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس رائے سے اتفاق
کریں گے کہ جو خیالات روبہ عمل نہیں لائے جاتے وہ
اپنی قدر و قیمت سے بڑی حد تک محروم ہو جاتے ہیں۔ میں
اس بات کو ترجیح دوں گا کہ عملی پروگرام بنا کر ہم اپنی
تمام کوششیں اسے ایک معقول مدت کے اندر روبہ عمل لانے
پر مرکوز کریں۔ یہ امر یقیناً تعجب خیز ہے کہ ہم مویشیوں
جیسی بکثرت زرعی دولت کے تحفظ اور نشو و نما پر بہت
کم حقیر رقم صرف کرتے ہیں۔ گزشتہ جلسوں کی روداد
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیک ارادوں کی کمی نہیں لیکن
اب تک جو تجاویز منظور کی جاچکی ہیں کاش کہ وہ سب
روبہ عمل بھی لائی گئی ہوتیں۔ اس سے میرا مقصد ہرگز
یہ نہیں ہے کہ جن لوگوں نے آپ ہی کی طرح ماہرانہ قابلیت
اور وسیع تجربے کا ثبوت دیا ہے کہ مویشیوں کی افزائش اور
امراض بالخصوص وبائی امراض پر قابو پانے کے ضمن
میں جو مفید کام انجام دیا ہے میں اس کی اہمیت کو
کم کروں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کے بعض
حصوں میں بہترین قسم کے مویشی موجود ہیں چنانچہ حیدرآباد میں
بھی دیونی اور والی کرشنا کے مویشیوں کی نسل کی افزائش پر
ہم خاص طور پر فخر کرسکتے ہیں۔ ان کی پرورش و افزائش کے
بہترین طریقوں کو اختیار کرنے اور متعدی امراض پر قابو پانے
کے ضمن میں ابھی بہت کچھ کام کرنا باقی ہے۔

آپ کے پیش نظر بہت سے اہم امور شامل ہیں
جن میں آئندہ مویشیوں کی پرورش کا فن سیکھنے والے اشخاص کی
تعلیم کے بہترین طریقے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر الف. ٹیپ
ساکن ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے ہمارے مویشیوں کی نشو و نما
کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی ہے وہ یقیناً غور و فکر میں
ممد ثابت ہوگی اور ممکن ہے کہ ان کی کئی تجاویز بہت جلد
روبہ عمل لائی جائیں۔ جن علاقوں میں شدید بارش ہوتی ہے
وہاں مویشیوں کی پیدائش میں اضافہ کرنا اور اوقات کے
مویشیوں کی نسل کو بہتر بنانا ایسے مسائل ہیں جو اس ملک کے
لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں بعض
علاقوں میں اعلیٰ نسل کے مویشی موجود ہیں لیکن بیشتر علاقوں
میں زیادہ تر ایسے مویشی ہیں جو ہر اعتبار سے غیر مفید ہوتے ہیں
آپ اس جلسہ میں ان طریقوں پر غور کرنے والے ہیں اگر ان
میں سے کوئی صحت بخش بنا سکی تو یہ یقیناً ہندوستان کی
دشواریاں کم ہونے میں بہت ممد و معاون ثابت ہوگی۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ مرغبانی
کو ترقی دینے کے امکانات پر بھی غور کر رہے ہیں اور ایک ایسا
لائحہ عمل مرتب کرنا چاہتے ہیں جو انڈوں کی پیداوار بڑھانے
کے لئے اختیار کیا جاسکے جہاں تک کہ عام غذا کا تعلق ہے
دودھ کے ساتھ بالعموم استعمال کی جانے والی غذا کی حیثیت
سے انڈا بھی ہندوستانی غذا کا ایک اہم جز ہے اس کے
علاوہ جانوروں کی غذا اور غذائیت سے متعلق تحقیقات کرنے
کا انتظام بھی آپ کے پیش نظر مباحث میں شامل ہے۔

متعدی امراض بالخصوص بیل روگ کی وجہ سے
ہندوستان کو ہر سال زبردست نقصان اٹھانا پڑتا ہے
اور ان امراض پر قابو حاصل کرنا یہاں جتنے اشخاص بیٹھے ہیں ان
کا پہلا کام ہونا چاہئے۔ مجھے یہ معلوم کرکے بڑی مسرت ہوئی
کہ یہاں ایسی تجاویز بھی مرتب کی جائیں گی جن کے ذریعہ
بیل روگ جیسے پرانے دشمن کا پوری طاقت سے انسداد کیا جاسکے
گا۔ بیل روگ سے حفاظت کے لئے ٹیکے لگانے کا طریقہ بہت
کارآمد ثابت ہوا ہے اگر وسیع پیمانہ پر کوئی بہتر لائحہ عمل اختیار
کیا جائے اور ایک کارکردگی کے ذریعہ اسے روبہ عمل لایا جائے
تو یہ خطرناک مرض اور دوسری وبائیں جن کی وجہ سے بکثرت
جانور ہلاک ہوتے ہیں موثر طور پر دور کی جاسکتی ہیں ہر ایک
نظام میں حالات کے مطابق نئے نئے طریقے اختیار کرنا ضروری
ہے ایک غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ صوبوں اور ریاستوں کے محکمہ
جات علاج حیوانات کو اتنی ترقی کیونکر دی جاسکتی ہے کہ وہ
متعدی امراض پر قابو پانے کے قابل ہو جائیں۔ ایک
ان محکموں کا کام حیوانوں کا الگ الگ علاج اور دیکھ بھال
کرنے تک محدود رہا اس میں شک نہیں کہ یہ کام بھی قابل
تعریف ہے اور مویشیوں کے مالک اسے بہت پسند کرتے ہیں۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱)

دنیا کے پانچ عظیم ترین مسئلے

از

جان گنتھر

آج دنیا کے سامنے پانچ بڑے بڑے مسائل ہیں لیکن وہ بنیادی مسئلہ جو ان تمام کی اصل جڑ یا منبع و مخرج ہے ایک ہی ہے اور وہ ہے جنگ اور امن کا مسئلہ۔ تو ظاہر ہے کہ اگر کوئی بے صبری انگیز یا آسمانی واقعہ رونما ہوا تو ہم اس جنگ میں ضرور فتحیاب ہوں گے لیکن سوال یہ ہے کہ فتح کے بعد کیا ہوگا؟ امن؟ اچھا صاحب امن۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اس جنگ کے بعد یورپ میں جو امن قائم ہوگا وہ تاریخ انسانی کے تمام امنوں سے بالکل مختلف ہوگا۔ یورپ میں ایک خطرناک بد نظمی پھیلی ہوگی اور دو قسم کی بھوک لوگوں کے احساسات پر قابض ہوگی۔ ایک تو پیٹ کی بھوک اور دوسرے انتقام کی بھوک۔ ایسی حالت میں یورپ کے کسی بھی ملک میں خانہ جنگی چھڑ جا سکتی ہے۔ بعض ملکوں میں جنگ سے پہلے کی مفرور حکومتوں اور ان لوگوں کے درمیان جھگڑے شروع ہو جائیں گے جنہوں نے نازی حملوں کے درمیان میں ملک سے باہر جانا پسند نہ کیا اور حملہ آوروں کی مخالفت کی (بلجیم اور یونان اس کی مثالیں ہیں) ہر جگہ بد حالی، بھوک، مفلسی اور غربت، بیزاری اور مصائب کا راج ہوگا۔ اگرچہ اس کے ساتھ امید کا دامن بھی لوگ نہیں چھوڑیں گے۔

تیسری جنگ عظیم کی خواہش کسی کے دل میں نہیں۔ یہاں تک کہ شاید کوئی پاگل آدمی بھی اسے پسند نہ کرے گا۔ اگر دنیا نے ایک پائدار امن کی تعمیر نہ کی اور سوسائٹی کی ایک موزوں تعمیر کا موقع کھو دیا تو اس کا مطلب ہے کہ دنیا اپنی آخری منزل پر پہنچ گئی ہے کیونکہ انسانی تمدن جس حالت میں آج ہے اس کا ایک تیسری جنگ عظیم میں خاتمہ ہو جانا یقینی ہے۔ لیکن اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں صحیح معنوں میں امن قائم ہو تو ہمیں مندرجہ ذیل پانچ مسائل سے نجات نا ممکن ہے

جرمنی کا مسئلہ

جرمنی کے ساتھ ہمارا کیا رویہ ہوگا؟ جرمنی سے نازی تصورات کی بیخ کنی کیونکر ممکن ہے؟ وہ نازی تصورات جو دنیا کو ہمیشہ مصیبت میں مبتلا رکھیں گے تاوقتیکہ خود دنیا نہ ختم ہو جائے۔ اس مسئلے پر بے شمار نظریے پیش کئے گئے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ جرمنی کو دوبارہ ایک امن پسند جمہوری ملک بنایا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ اس خیال کو اس بنا پر رد کر دیتے ہیں کہ زبردستی کی تعلیم و تربیت خود اپنے مقصد کی نفی ہے۔ میرا اپنا خیال بھی ہے کہ محض تعلیم و تربیت کافی نہیں ہے جب تک وہ کسی ذریعے سے حاصل کی جائے۔

دراصل اس مسئلے کے بطن میں ہزاروں دوسرے سوالات کلبلا رہے ہیں جن کا موزوں حل تلاش کئے بغیر خود اس کا حل پانا غیر ممکن ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جنگ پرست مجرموں کو سزا ملنا ضروری ہے۔ لیکن اس کی کیا صورت ہوگی۔ اس بات کا ہمیشہ خطرہ ہے کہ اس مسئلے میں حد سے تجاوز کر جانا پچھلی غلطیوں کو تازہ رکھنے کے مترادف ہوگا اور ان کا ازالہ نہ ہو سکے گا۔ اگر جرمنی پر تاوان جنگ عائد کیا جائے تو اس کی وصولی کی کیا صورت ہوگی۔ اگر جرمنی کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا تو اس سے اصل مقصد کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے یعنی اس سے اور بھی تنگ نظر قسم کی قومیت جنم لے گی۔ یہاں تک ہمارا خیال ہے جرمنی کے لئے مندرجہ ذیل صورت زیادہ موزوں ہے۔

۱۔ جرمنی پر ایک مخصوص مدت کے لئے برطانوی، روسی اور امریکی فوجیں قابض رہیں۔

۲۔ آسٹریا کو جرمنی سے آزاد کر دیا جائے۔

۳۔ اتحادیوں کی نگرانی میں جرمنی کو مکمل طور پر غیر مسلح کر دیا جائے۔

۴۔ جرمنی کی تمام صنعتیں مخصوص طور پر ہوائی جہاز کی صنعت اتحادیوں کے مکمل قبضہ و اختیار میں رکھی جائیں۔

۵۔ مستقبل کی اقوام متحدہ کی جماعت میں جرمنی کو ضرور شامل کیا جائے۔

لیکن ایک مخصوص مدت کے بعد اور اس دوران میں اس پر سخت قسم کی آہنی پابندیاں عائد کی جائیں۔

لیکن یہ ایک عجیب متضاد حقیقت ہے کہ جرمنی کا مسئلہ دراصل جرمنی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ برطانیہ، امریکہ اور روس کے آئندہ تعلقات کا مسئلہ ہے یعنی اگر آئندہ یہ تین ممالک آپس میں خوشگوار تعلقات نہیں قائم رکھ سکے تو جرمنی کے مسئلے کے حل ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

روس کا سوال

مستقبل کا امن بہت حد تک اس سوال پر منحصر ہے کہ آخر روس کیا چاہتا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ روس مندرجہ ذیل تین باتوں میں کوئی بات چاہتا ہے۔

۱۔ سب سے الگ تھلگ ہو کر خانگی صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش میں مصروف ہو جانا۔

۲۔ طاقت کے زور سے یا یورپ کے ممالک میں انقلاب پیدا کر کے پورے یورپ پر چھا جانا۔

۳۔ ایک عالمگیر نظام امن اور ایک اجتماعی نظام تحفظ میں حصہ لینا۔

پہلی صورت میں روس کا رویہ گویا امریکہ کے ذہن سے ملتا جلتا ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی علیحدگی نہ تو جانے کے لئے ممکن ہے اور نہ روس کے لئے۔

دوسری صورت پہلی ایک بڑا خیال ہے کہ روس بین الاقوامی انقلاب نہیں چاہتے لیکن وہ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ ان کے اثر و اقتدار کا یورپ کے دار السلطنتوں میں احترام کیا جائے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی یورپ کے چھوٹے چھوٹے ممالک خود اشتراکیت قبول کریں گے چنانچہ اس بات کا امکان زیادہ ہے کہ بجائے اس کے کہ روس انہیں اپنے نظام میں شامل ہونے پر مجبور کرے وہ خود ہی روس کے نظام میں شامل ہونے کی درخواست کریں۔

بہت سے ان لوگوں کا جو روس کے موافق ہیں یہ خیال ہے کہ روس تین باتیں چاہتا ہے۔

۱۔ ایک سرحدی علاقے جن کی جنگی اور فوجی اہمیت ہے روس ان کا ضرور مطالبہ کرے گا اور وہ علاقے اس کو مل بھی جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بحیرہ بالٹک کی ریاستیں اور پولینڈ کا کچھ حصہ یقیناً روس اپنے اندر شامل کرے گا۔ اس صورت حال کے مخالفین کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ یا تو بالکل خاموش ہو جائیں یا روس کے خلاف جنگ کی موافقت کرنے لگیں جو یقیناً بے عقلی کی بات ہوگی۔

۲۔ روس یہ بھی چاہتا ہے کہ دنیا کے ہر ملک کے برسر اقتدار لوگوں پر اس کا دباؤ قائم رہے۔ روس کی اس خواہش کا پتہ دو گزشتہ واقعات سے چلتا ہے۔ ایک تو اس کا مارشل بدولیو کی حکومت کو تسلیم کر لینا اور دوسرے فرانس کی ڈیگال حکومت سے روس کے خوشگوار تعلقات میں اضافہ ہونا۔

۳۔ تیسری بات جو روس چاہتا ہے وہ پچاس سالہ امن ہے۔ یہ ہے روس کے پورے مسئلے کی حقیقت اور اس کی اصل روح۔ روس اتنا طاقتور ہے کہ وہ مشرقی یورپ میں بلکہ اور اور علاقوں میں بھی جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور یہی روس کے مسئلے کا حل بھی ہے۔ ہمارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم روس کی انتہائی قوت تسلیم کرتے ہوئے خود کو اس صورت حال سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں اور روس کے ساتھ مل جل کر رہیں۔

کیا امریکہ دوبارہ یورپ کے معاملات سے علیحدہ رہنا پسند کرے گا۔ جہاں تک گزشتہ تجربات کا تعلق ہے علیحدگی امریکہ کے لئے کچھ مفید نہیں ثابت ہوئی۔ امریکہ نے ۱۹۱۸ء کے بعد امن سے علیحدگی اختیار کی۔ لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ نکلا کیونکہ اسے ۱۹۴۱ء میں جنگ میں کودنا ہی پڑا۔ اگر امریکہ اب دوبارہ امن قائم رکھنے والی بین الاقوامی اسکیم میں شریک ہو کر متحدہ کے ساتھ تعاون کرے اور موزوں طرز عمل کی ترویج کرے تو بہت ممکن تھا کہ موجودہ جنگ وجود ہی میں نہ آتی۔

امریکہ کا سب سے زبردست دشمن اگر کوئی ہے تو وہ بحیرہ الکاہل ہے جس نے اس کے ...

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۸)

مسٹر جناح کی تقریر پر متضاد تبصرے

ہندو مہاسبھا میں کھلبلی مچ گئی

مسٹر جناح کی احمد آباد کی تقریر پر اخباروں میں متضاد قسم کے تبصرے آ رہے ہیں۔ ہندو مہاسبھا کے ہندو مہاسبھا کے اخبارات نے قائد اعظم کے حب الوطنی سے معمور الفاظ کو چالبازی سے تعبیر کیا ہے۔ کانگریسی اخبارات شک و شبہ کا اظہار کر رہے ہیں اور بچے تک پھونک کر قدم رکھ رہے ہیں۔ لیکن اخبارات اتحاد کے حق میں بڑی گرمجوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

مسٹر جناح نے برطانوی حکومت کو جو کھری کھری سنائی ہے اس کا لیگی اخباروں نے پرجوش خیر مقدم کیا ہے انھوں نے اس حقیقت پر زور دیا ہے کہ مسٹر جناح نے کانگریس کی اگست ۱۹۴۲ء کی تجویز سے اتفاق کیا ہے صرف اس حصے کی مخالفت کی ہے جو ہند و جبہ اور وفاق سے متعلق ہے۔

لیگی اخبارات اتحاد کے حق میں

بمبئی کے لیگی اخبار اردو "انقلاب" نے لکھا ہے کہ قائد اعظم کانگریس اور اس کی پالیسی سے اتنے قریب آگئے ہیں کہ "پہلے ہی گاندھی جی پاکستان اور مسلمانوں کے حق خود اختیاری کو تسلیم کر لیں گے۔ جیسے ہی اس کا امکان پیدا ہو جائے گا کہ گاندھی جی اور قائد اعظم دوش بدوش کھڑے ہو کر ہندوستان کی جنگ آزادی کی رہنمائی کریں گے۔" (۱۹ جنوری)

"انجام" دہلی کا مسلم لیگی روزنامہ ہے وہ لکھتا ہے "مسٹر گاندھی جی نے پچھلے ہی ان تجاویز میں جو انھوں نے بمبئی میں قائد اعظم کے سامنے پیش کی تھیں تجویز پاکستان کو مان لیا تھا اگر سمجھا جائے اس کے کہ مجلس مصالحت اسی قسم کی کسی قسم کے ذمہ تک رہے جائیں بہتر یہ ہے کہ مذاکرات کے سلسلہ کو جلد سے جلد آگے بڑھایا جائے۔" (۱۹ جنوری)

بمبئی کے لیگی اخبار "اقبال" نے "ان مسلمانوں پر نکتہ چینی کی ہے جو پاکستان کو حکومت الہیہ کا نام دیتے ہیں اور لکھا ہے کہ پاکستان بن سکنے سے مسلم لیگ اور قائد اعظم جد و جہد کر رہے ہیں "ایک جمہوری ریاست ہوگا جس کا دستور اساسی ہندو اور مسلمان مل کر بنائیں گے۔" (۱۹ جنوری) اس اخبار نے اس پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ کانگریسی مسٹر جناح کو سیاسی عیار سمجھتے تھے۔

کانگریسی اخباروں کا رد عمل

احمد آباد کے کانگریسی اخبارات نے مسٹر جناح پر تسمہ بند حملے کیے ہیں۔ "گجرات سماچار" نے مطالبہ پاکستان پر جو حملہ کیا ہے اور اس پر شبہ کیا ہے کہ مسٹر جناح واقعی ہندوستان کی آزادی سے متعلق سنجیدگی سے بات کر رہے ہیں۔ احمد آباد کا ایک مشہور اخبار "سندیش" ہے اس نے مسٹر جناح کی جنتلمین کو فرقہ پرستی سے تعبیر کیا ہے قول جواب کو خیال اور کا مشہور جنٹلمین ہندو وادی اخبار ہے اس نے قائد اعظم کی مذمت کی ہے اور انھیں موقع پرست کہا ہے۔

بمبئی کا گورنمنٹ گجرات "کیا گجراتی جنٹلمین اخبار ہے جس نے مسٹر جناح کی تقریر کا خیر مقدم کیا ہے۔

ہندی اخبارات مثلاً بمبئی کے "ہندوستان" اور کانپور کے "پرتاپ" نے مسٹر جناح پر بہت کھل کے حملے کیے ہیں۔ "ہندوستان" جس پر ہندو مہاسبھا کا بڑا گہرا رنگ ہے مسٹر جناح کو "غریب مسلمانوں کے نام نہاد" "محافظ" سمجھتا ہے "پرتاپ" نے مسٹر جناح کو بہروپیا قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ انھوں نے کبھی صاف صاف یہ نہیں کہا کہ پاکستان برطانوی اقتدار سے آزاد ہوگا۔

بنارس کے "سنسار" اور لکھنؤ کے "ادھیکار" دونوں ہندوستان کی آزادی کے مسئلے پر لیگی لیڈروں کے رویے کا خیر مقدم کیا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ پاکستان کی آزاد ریاست کے مطالبہ کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔ تقریباً یہی رویہ دہلی کے ہندی اخبار "ہندوستان" کا ہے۔

غرض جنٹلمین اور کانگریسی اخبارات کے رد عمل دو قسم کے ہیں۔ کچھ تو مسٹر جناح کی حب الوطنی پر شبہ کرتے ہیں اور انھیں گالیاں دے رہے ہیں اور کچھ اخبارات ذہنی تحفظات کے ساتھ ان کی تقریر کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔

مہاسبھا کی گھبراہٹ

مسٹر جناح کی احمد آباد کی تقریر اور مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کی ملاقات کی خبر نے مہاسبھائی حلقوں میں ایک ہیجان سا برپا کر دیا ہے۔ ڈاکٹر شیاما پرشاد خوفزدہ ہیں۔ وہ کانگریس کی "مسلم لیگ کو خوش کرنے کی پالیسی" پر خوب گرج اور برس رہے ہیں۔ آل انڈیا ہندو مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس کے بعد انھوں نے دہلی میں اخبارات کے نمائندوں کو بیان دیتے ہوئے کہا:۔

"ہندو مسلم مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا اگر کانگریس کے نمائندے ہندوؤں کے حقوق کو قربان کر کے مسلم لیگ کو مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں ان کی آبادی کے تناسب یا موجودہ دستور کے معین کیے ہوئے تناسب سے زیادہ نمائندگی دینے پر راضی ہو جائیں گے۔"

بھولا بھائی اور لیاقت علی خاں کے سمجھوتے کی خبر نے ہندو مہاسبھا کے ان کے تمام منصوبوں کو درہم برہم کر دیا ہے جب تک کانگریس اور لیگ کا سمجھوتہ نہیں ہوتا اور سمجھوتہ ٹوٹتا ہے صرف اسی وقت تک یہ ممکن ہے کہ ہندو مہاسبھا ہندوستان کی آزادی کے سامراجی دشمن بن جائے جس میں دیر آئے صرف قومی تحریک کی کمزوری ہی اس کی ترقی کا سبب بن سکتی ہے لیکن اتحاد کی صرف کانگریس اور لیگ کا ہر قدم ہندو مہاسبھا کا پردہ فاش کر رہا ہے اور اس کی حکومت نوازی کا راز فاش ہو جاتا ہے۔ جمود کو ختم کرنے کے لئے کانگریس اور لیگ متحدہ محاذ بنانے کی جو بھی کوشش کریں گی۔ ڈاکٹر شیاما پرشاد اس کو ناکام بنانے کے لئے پورا زور لگا رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کام میں انگریزی حکومت اس کی مدد کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ حکومت فوراً ۱۹۳۵ء کے دستور کے مطابق وفاقی اسکیم نافذ کر دے۔

غلامی کے دستور کی حمایت

ڈاکٹر شیاما پرشاد چاہتے ہیں کہ وہ دستور جسے ترک کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں موجودہ فاشسٹ کو ختم کیا جانا چاہئے لیکن کس طرح؟ کیا ڈاکٹر شیاما پرشاد اس کے لئے تیار ہیں کہ کانگریس اور لیگ ہندو مہاسبھا کی مزاحمت جمود کو توڑنے کے لئے مشترکہ کوشش کریں اور ایک قومی حکومت بنائیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ تو مہاسبھا کے نزدیک ہندوؤں کی حق تلفی ہے۔ ڈاکٹر شیاما پرشاد نے دوسری تجویز پیش کی ہے ان کی رائے میں برطانوی حکومت کو ۱۹۳۵ء کے دستور کے مطابق مرکز میں فوراً وفاق قائم کر دینا چاہئے جس میں رجواڑوں اور برطانوی سرمایہ داروں کو سب سے زیادہ اقتدار حاصل ہوگا اور یہ ہمیشہ کے لئے لیگ کے مطالبہ خود اختیاری اور مسلم علاقوں کی آزادی کا گلا گھونٹ دے گا۔ اس دستور کو کانگریس اور لیگ دونوں نے غلامی کا دستور قرار دیا تھا لیکن ڈاکٹر شیاما پرشاد آزادی کے لئے کانگریس لیگ اتحاد کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس پر انگریزی حکومت کے لائے ہوئے غلامی کے دستور کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ چیز بڑی دلچسپ ہے کہ ڈاکٹر شیاما پرشاد کی تجویز بالکل ویسی ہی ہے جیسی تجویز مسٹر راجہ گوپال اچاریہ نے سپرو کمیٹی کے سامنے پیش کی ہے۔ ڈاکٹر شیاما پرشاد نے اس تجویز کا جس خوشی سے خیر مقدم کیا ہے اس سے راجہ جی کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔

(قومی جنگ)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

ابھی وہی اس جنگ میں مجاہدانہ جذبہ سے جنبہ آہستگی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں کہ انقلابی صنعتی سے منادی جانے ظلم و استبداد کی بیخ کنی کی جائے قومی اور بین الاقوامی زندگی میں انسان کو اپنے باوقار مقام کے حاصل کرنے میں مدد دی جائے اور نسلی یا افضل نسل کے تسلط کا نظریہ اور اس کا شاطرانہ نفرت زدہ نسلوں اور قوموں کا استحصال جیسے جرمنی نے کر دکھایا ہے اسی طرح کا رہا ہے اس کو نیست و نابود کیا جائے۔ کس قدر کم قوموں کے رہنماؤں نے اس پر یہ نا رہنمائی کو اپنے اور اپنے ہم وطنوں کے دلوں میں جگہ دی ہے؟ کیا ابھی سے ہمیں کے اندر ہم نہیں پا رہے ہیں؟ کیا ہمارے تدم لڑکھڑا نہیں رہے ہیں؟ (سروپا سوامی رلیا)

سروپا سوامی رلیا کے خطبہ پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر تحریر کرتا ہے کہ:-

جہاں تک پچھلے دس برسوں کی قومی زندگی کا تعلق ہے اگرچہ ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے لیکن کوئی با ہوش شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہم نے کئی منزلیں سر کر لی ہیں اور آزادی کے بعد بہت کچھ تیار یاں کر لی ہیں۔

اگر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے تو اس میں قصور منزل کا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔ ع

ہر قدم دوری منزل ہے نمایاں مجھ سے
میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

مدرسے کے دو لڑکے آپس میں پہیلیاں بوجھ رہے تھے۔ ایک منچلے لڑکے نے کہا، اچھا یہ پہیلی بوجھو:-

ایک گھوڑی کے دو مل گھوڑی کو دو مختلف سمتوں میں کھینچنے کی کوشش کر رہے ہیں
وہ گاڑی الٹنے کو ہے۔

دوسرے لڑکے نے جواب دیا:-
اس پہیلی کا حل ہے کمیٹی برائے امن

لاہور کی پولیس نے سارے شہر پر دھاوا کر کے دو سو بیسوں کو گرفتار کر لیا۔ یہ گرفتاریاں خلاف تہذیب اور فحش اشتہارات کے دیواروں پر چسپاں کرنے کے الزام میں عمل میں آئی ہیں۔ (ڈاورنیٹ پریس)

اور جن حکموں نے ایسے اشتہارات اخبارات میں شائع کرانے تھے وہ تا دم تحریر قانون کی زد سے محفوظ ہیں۔

دالوں کی برآمد کے سلسلہ میں مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ میں بات بڑی دلچسپ ہوئی اور ہمارے خیال میں اس مخصوص بحث میں عوام کے نمائندوں سے زیادہ حکومت کے نمائندے ہی زیادہ صحیح الخیال ہیں۔ ہمارے ہی نمائندوں نے یہ بھی بتایا کہ تاجروں نے (۱۰۰) اور (۲۰۰) روپے فی والیں خرید کر باہر سے (۴۵۰) اور (۳۵۰) روپے فی ٹن حاصل کیں اور خوب ہاتھ رنگے اور پھر ہمارے ہی نمائندوں نے یہ خواہش بھی کی کہ آئندہ تو دوبرآمد کے اجازت نامے جلد مل جانے چاہئیں اور دالوں کی تجارت کو بالکل آزاد چھوڑ دینا چاہئے۔ ہمارے ان نمائندوں نے اس کے دوسرے اور اہم پہلو پر نظر نہیں ڈالی کہ دالیں بھی ملک کی غذائی ضروریات میں بڑا اہم حصہ رکھتی ہیں اور اب بھی ان کی قیمتیں خاصی چڑھی ہوئی ہیں۔ اور اگر حکومت ان پر سے پابندی اٹھالے گی تو نفع اندوز نفع اندوزی کی دوڑ میں ملک کی ساری دالیں برآمد کر لیں گے اور ملک میں کھانے کو کچھ بھی نہیں رہے گا۔ (رہبر دکن)

عبارت بالا میں جہاں کہیں عوام کے نمائندے لکھا گیا ہے اگر اس کو سرمایہ داروں کے نمائندے پڑھا جائے تو مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔ ضرورت ہے ایک مشاورتی مجلس اغذیہ کی جس میں عوام کے نمائندے ہوں۔

جہاں تک گاندھی جی اور کانگریسی دل و دماغ رکھنے والوں کا تعلق ہے کوئی حکومت ان کا منشا کبھی یہ نہیں رہا کہ کانگریس پارٹی کی گورنمنٹ ہو بلکہ تمام جماعتوں کی نمائندہ ہو۔ (رعیت)

سات صوبوں میں ڈھائی سال تک کانگریس نے جو حکومت قائم کی تھی وہ گویا تمام جماعتوں کی نمائندہ حکومت تھی۔ اگر یہ دروغ مصلحت آمیز ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ مگر ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تمام جماعتوں کی حکومت کے پلیٹ فارم کیوں شور مچاتے ہیں کہ کانگریس ہندوستان کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

ع۔ بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

"پیام" علی گڑھ کے مسائل پر بحث کرتے ہیں کبھی کسی جماعت یا ادارہ کی خواہشات کا پابند نہیں رہا۔ (پیام صفحہ ۲ اسفندار) قارئین کو یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ معاصر محترم کے شخصی خواہشات ہمیشہ اجتماعی مفاد پر غالب رہتے ہیں۔

حیدرآباد تھیوسوفیکل سوسائٹی میں بہشت خودی کے عنوان پر سوامی ستیہ دیو کی تقریر کرنے والے ہیں۔ (ایک خبر)

اس تقریر میں سوامی جی ثابت کر دیں گے کہ اقبال مرحوم نے خودی کا فلسفہ آریہ سماجیوں سے سیکھا تھا۔

احمد نگر میں جو سیاسی لیڈر نظر بند ہیں وہ مختلف عنوانات پر کتابیں لکھ رہے ہیں۔ (ایک خبر)

کتابیں لکھنا پروفیسروں کا کام ہے کہ لیڈروں کا۔ جو پروفیسر کتابیں نہیں لکھتے انہیں نظر بند کیوں نہ کر دیا جائے؟

ایک مقامی پرست کھیلا جا رہا تھا کہ کوتوالی کا ایک دستہ اس مقام پر پہنچ گیا۔ دس اشخاص کی گرفتاری عمل میں آئی۔ (ایک خبر)

یہ خبر ملکاپٹ کی ہے۔ حیدرآباد اس حرکت سے محفوظ ہے۔ سٹہ کے خلاف جوں ہی اخبارات میں چند مضامین شائع ہوئے سٹہ بازی موقوف ہوگئی اور پولیس کو کارروائی کی زحمت اٹھانی نہیں پڑی۔

کیا اختلافات کی ذمہ داری خود ہم پر عائد نہیں ہوتی؟ ہم میں اس کی صلاحیت ہونی چاہئے کہ تیسری پارٹی کے ہوتے ہوئے سمجھوتہ کریں۔ اپنے مخالفین پر کیچڑ اچھالنا بہت آسان ہوتا ہے۔ ایک پارسی صاحب نے میرے سامنے جناح کے خلاف بیہودہ باتیں کرنی شروع کیں۔ میں نے ان سے کہا کہ ذرا آپ اپنی باتیں دہرائیے تو۔ لیکن ان کی ہمت نہ ہوئی۔ میں نے کہا کہ اگر ہندوستان میں کوئی ایک شخص ایسا ہے جو بے غرض ہے تو مسٹر جناح ہے۔ ایسے خطاب اور انعام یا عہدوں کا سہرا نہ دکھا کر خریدا نہیں جا سکتا۔ (مسٹر سروجنی نائیڈو)

معاصر پیام کے مقالات پڑھ کر ہم یہ توقع نہیں رکھتے کہ وہ مسز نائیڈو کی اس رائے کو قبول کریں۔

مابعد جنگ منصوبہ بندی کے مسائل

مسٹر اے راماسوامی مدلیار کی تقریر

حیدرآباد ۲۵ اسفندار۔ سر آرکاٹ راماسوامی مدلیار رکن رسد حکومت ہند نے کل شام محبوب کالج سکندرآباد میں ایک عام اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے مابعد جنگ منصوبہ بندی کے مختلف مسائل پر بحث کی۔

تقریر کے آغاز پر سر راماسوامی مدلیار نے کہا کہ چونکہ ہم تمام اس پر متفق الخیال ہیں کہ متحادی اقوام یقیناً کامیابی حاصل کریں گی وہیں ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ابھی جنگ باقی ہے۔ اور ہمیں کامیابی حاصل کرنی ہے۔ بہت سے ایسے مسائل ابھی باقی ہیں جن کا میدان جنگ پر طے ہونا باقی ہے۔ آپ نے کہا کہ آپ نے اس کی وضاحت اس لئے کردی کہ اکثر مقامات پر یہ رجحان عام ہوتا جارہا ہے کہ لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ جنگ ابھی جاری ہے اور مکمل فتح پانے کے لئے ابھی کامل قوت کی بازی لگانی ہے۔

سر آرکاٹ نے کہا کہ گذشتہ پانچ سال سے مختلف ممالک کے مدبرین نے جو بیانات وقتاً فوقتاً جاری کئے ہیں ان سے مشترکہ مقاصد اور ایک ہی نصب العین کا اظہار ہوتا ہے اور وہ مکمل فتح ہے اور مشترکہ مقاصد عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہے جس میں ہر مرد اور عورت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا جائے اور اس دنیا کو زیادہ سے زیادہ پر امن بنایا جائے۔ [illegible] نے اس حقیقت سے واقفیت حاصل کرلی ہے کہ [illegible] کہ حالات اسی طرح برقرار رہے جیسا کہ وہ جنگ سے قبل تھے۔ اور تمام اس سے واقف ہوتے جارہے ہیں کہ حکومت اور عوام کا تعلق کیا ہے اور عوامی رجحانات کا [illegible] کس طرح لازمی ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے سر راماسوامی نے کہا کہ ہندوستان میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو یہ تسلیم نہ کرے کہ ہندوستان کے لئے صنعتی تنظیم کی ضرورت ہے اگر عوامی زندگی کے معیار کو بلند کرنا ہے تو اس کی بھی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے کہا کہ کئی لوگوں کا یہ خیال ہے کہ صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ زرعی ترقی بھی ہو۔ ان سے آپ بالکل متفق ہیں۔ آپ نے کہا کہ ان دونوں کے ساتھ ساتھ ترقی کرنا ملک کی عام خوشحالی کے لئے لازمی ہے۔

صنعتوں کے کسی خاص منطقہ کی حد تک محدود کردینے کی ہیئت کے سلسلہ میں سر راماسوامی نے کہا کہ [illegible] ہیں اس لئے حکومت کو یہ فرض ہے کہ وہ کسی منطقہ کی حد تک صنعتوں کو محصور کرنے کی بجائے انہیں پھیلانے کی کوشش کرے تاکہ ملک کی ترقی اور خوشحالی میں جسے متاثر ہو اور ہر جگہ کاروبار اور کام کی تقسیم ہوسکے۔ اس کی بہت [illegible] اور دیگر اہم امور کا لحاظ کرتے ہوئے بھی آپ نے وضاحت فرمائی۔

اس سلسلہ میں آپ نے یہ بھی کہا کہ اس امر کی ضرورت ہے کہ نہ صرف صنعتوں کو فروغ دینے کی خاطر انہیں پھیلایا جائے بلکہ اس کی بھی کوشش کی جائے کہ جس منطقہ میں صنعتی کاروبار کیا جارہا ہے اس منطقہ کے عوام اس میں حصہ لیں تاکہ اس مقام کے عوام کی مرفہ الحالی کا یہ صنعتیں ذریعہ بن سکیں۔

سر راماسوامی مدلیار نے حکومت کے چالیس سالہ تعلیمی منصوبہ اور دس ارب کے زرعی منصوبہ کا بھی تذکرہ کیا۔ آپ نے اس کا بھی انکشاف فرمایا کہ ڈاکٹروں کی تعداد میں [illegible] اضافہ کے لئے مزید [illegible] کی تجویز زیر غور ہے۔ طب کی مختلف قسموں کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ان تمام کو ترقی کرنے کا موقع دیا جانا چاہئے۔ مغربی طب نے عمل جراحی میں جو ترقی کی ہے آپ نے اس کی ستائش کی۔

سر راماسوامی نے امداد باہمی کے طریقہ کار پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مشترکہ خاندانوں سے متعدد کی اسباب اور مال کی تقسیم کی وجہ کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ امداد باہمی کے اصول پر کاشتکاری کے فوائد کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ہر رکن کے فائدے کی خاطر اس کو اگر جاری رکھا جائے تو یہ اصول ہر طرح فائدہ مند ثابت ہوگا۔

سر راماسوامی مدلیار نے فرمایا کہ ساری ترقیات کا انحصار برقی قوت پر ہے۔ اس پر زور دیتے ہوئے آپ نے سوویٹ روس کی مثال پیش کی اور بتلایا کہ کس طرح اس نے اپنے ابتدائی پانچ سال مختلف مقامات پر برقی قوت کی فراہمی کے لئے ہی صرف کردئے جس کے باعث آج اس کے لئے ہر جگہ سہولت ہے۔

جو لوگ جنگ کے بعد کی اسکیموں اور منصوبہ بندی کے متعلق کسی طرح قنوطیت پسندی کا اظہار کررہے ہیں ان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ جو لوگ میدان جنگ سے واپس ہوں گے اور جو [illegible] لاکھ ہیں ان کا پھر ان ہی حالات میں زندگی بسر کرنا ناقابل فہم ہے کسی نہ کسی قسم کی تبدیلی ہونا ضروری ہے جو تمام پر اثرانداز ہوگی۔

معتمد صاحب مجلس جاگیرداران کا بیان

اس امر کو واضح کرنا ضروری ہے کہ مملکت حیدرآباد کے ہندو جاگیردار اپنے مالک و ملک سے غیر متزلزل وفاداری و جاں نثاری کے جذبہ کے حامل ہیں اور رہیں گے اور وہ اپنے مالک کی وفاداری میں کسی اور طبقہ سے پیچھے نہیں رہیں۔ چنانچہ جملہ جاگیرداروں کو اپنے مالک مجازی اعلیحضرت خسرو دکن و برار و خانوادہ آصفی سے والہانہ عقیدت ہے چنانچہ اسی جذبہ کے تحت مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کی تشکیل تک فرقہ و مذہب کا کوئی اثر امتیاز باقی نہیں رکھا گیا اس کے ارکان میں ہندو مسلم سب شریک ہیں۔

اس ضمن میں مجلس جاگیرداران سرکار آصفیہ کے جلسہ انتظامی غیر معمولی منعقدہ ۱۳ اسفندار ۱۳۵۴ف میں جس کے ہندو اور مسلم ارکان نے باتفاق آرا ایک قرارداد منظور کی جس کے ذریعہ ہندو مہاسبھا کی قرارداد سے اپنی نفرت کا اظہار کیا گیا اور اس کو اخبارات میں شائع بھی کرایا گیا۔

دنیا کے پانچ عظیم ترین مسئلے

بقیہ سلسلہ صفحہ (۲)

کی ناقابلِ انکار جغرافیائی حقیقت امریکہ کو محفوظ و مامون ہونے کے احساس کو شکار بناتی ہے۔ لیکن اب یہ بات ہر اس اسکول کے طالب علم کے سامنے واضح ہو گئی ہے جس نے زندگی میں ایک بار بھی ہوائی جہاز دیکھا ہے کہ فاصلہ اب کسی ملک کو حملہ آوروں سے محفوظ نہیں رکھ سکتا۔

اگر متحدہ امریکہ نے علیحدگی کی پالیسی اختیار کی تو یہ دنیا کے لئے بڑی بدقسمتی کی بات ہوگی۔ اس سے فاسسٹ قوتوں کو دوبارہ سر اٹھانے کا موقع مل جائے گا اور ہر جگہ انتہا پسندوں کے ہاتھ مضبوط ہوں گے۔ پھر امریکہ کی علیحدگی کی وجہ سے صلح کے عہد نامے بے جان اور کمزور پڑ جائیں گے۔ اور تیسری جنگ عظیم تقریباً یقینی ہو جائے گی۔

انگلستان اور امریکہ کے تعلقات

اس جنگ کے بعد انگلستان انگلستان نہیں رہ جائے گا۔ بلکہ وہاں بنیادی اور دور رس سماجی اور اقتصادی تبدیلیوں کا واقع ہونا قطعی یقینی ہے جہاں تک سلطنت برطانیہ کا تعلق ہے چاہے اس کا بیشتر حصہ انگلستان سے بدستور ملحق اور وابستہ ہے لیکن یہ کبھی نہیں رہ سکتا۔ یہ انگلستان پہلے کی بہ نسبت زیادہ غریب اور مفلس ہوگا۔ اس بات کا قطعی امکان ہے کہ انگلستان کے لوگ امریکہ کی طاقت، دولت اور اس کے عالمگیر اثر کو رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھیں۔ دو ملکوں کے درمیان جنگ کے زمانہ میں جو اتحاد قائم ہوتا ہے وہ کوئی ضروری نہیں کہ امن کے زمانہ میں بھی برقرار رہے چاہے وہ اتحاد کتنا ہی گہرا اور مضبوط کیوں نہ ہو۔ اس وقت انگلستان اور امریکہ کے باہمی تعلقات سے وابستہ کئی مسائل ہیں اور جیسے جیسے زمانہ گذرے گا ویسے ویسے ان مسائل کی تعداد بڑھتی جائے گی۔ مثلاً:

۱۔ فضائی آمد و رفت پر بین الاقوامی کنٹرول کا سوال۔

۲۔ تیل۔

۳۔ مستقبل کے نظام امن پر ان دو قوموں میں کس کے اختیارات زیادہ وسیع ہوں گے۔

۴۔ درآمد پر ٹیکس اور مالیات سے متعلق کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہئے۔

۵۔ نوآبادیاتی مسائل۔ مخصوص طور پر کیریبین کے نوآبادیات جہاں امریکہ کے فضائی اڈے ہیں۔

۶۔ اور آخر میں جہاز رانی کے مسائل۔

لیکن دراصل ان سب سے اہم اور ناقابلِ حل یہ مسئلہ ہے کہ امریکہ جب دنیا کے امن کی باگ ڈور سنبھالنے کے لئے تیار ہو جائے گا تو انگلستان اس صورت حال سے خود کو نفسیاتی طور پر کیسے ہم آہنگ کر سکے گا۔

ایشیا کا مسئلہ

چونکہ متحدہ امریکہ کی آبادی اس وقت ۱۳ کروڑ اور یورپ کی آبادی چالیس کروڑ ہے ہندوستان میں تینتیس کروڑ اسی لاکھ لوگ بستے ہیں۔ (ہندوستان سے متعلق جان گنتھر کے اعداد و شمار غلط ہیں ہندوستان کی آبادی چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے) اور چین میں پینتالیس کروڑ۔ واضح ہو کہ ان اعداد و شمار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عالمگیر امن و امان کا قیام غیر ممکن ہے جب تک ایشیا کا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ایشیا کے مسائل کو تین اہم حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ جاپان کے ساتھ ہمارا رویہ کیا ہوگا؟ یہ تو ظاہر ہے کہ جرمنی کی طرح جاپان کو بھی شکست دے کر اُسے غیر مسلح کر دینا اور آئندہ جنگ کرنے کے ناقابل بنا دینا بالکل ضروری ہے اس کے بعد اس بات کی ضرورت ہوگی کہ جاپان پر فوجی قبضہ قائم رکھا جائے۔ اس سلسلہ میں جاپان کے شہنشاہ ہیرو ہیٹو کا بھی سوال آتا ہے عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہیرو ہیٹو جس کو جاپان کے لوگ خدا سمجھتے ہیں۔ ذاتی طور پر مجرم نہیں ہے اس لئے اُسے سزا دینا غلط ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ نظریہ بالکل بے بنیاد ہے۔ آج جاپان اور جرمنی کے خاص خاص مجرموں میں دراصل جاپان کے شہنشاہ ہیرو ہیٹو کا نام سرِ فہرست ہے اور اس جنگ کے ختم ہونے کے بعد ہٹلر کی طرح اُسے بھی سزا ملنا بے حد ضروری ہے۔

امریکہ اور برطانیہ نے جاپان کو تمام غیر جاپانی علاقوں اور مقبوضات سے بالکل علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے جس کا غالباً مطلب یہ ہے کہ وہ علاقے اور مقبوضات اُن کے پہلے مالکوں کے حوالے کر دئے جائیں گے۔ یعنی ہالینڈ، برطانیہ اور امریکہ کو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جاپان کے اتحادیوں یعنی انڈو چین اور سیام کے ساتھ کیا طرزِ عمل اختیار کیا جائے گا؟ مستقبل میں ان ممالک کے ساتھ کیا پالیسی عمل میں آئے گی اس پر ابھی کچھ نہیں غور کیا گیا ہے۔

۲۔ ایشیا سے متعلق دوسرا سوال یہ ہے کہ جنگ کے ختم ہونے پر چین کو ایک جدید جمہوری ملک بنانے کے کام میں ہم کس طرح ہاتھ بٹائیں گے۔

اس سلسلے میں ہمیں چند حقیقتوں کا صاف صاف اور کھلم کھلا اعتراف کرنا چاہئے اس سے ہمارے دل کو کتنا ہی صدمہ پہنچے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ چین کو آج ہم واحد قوم نہیں قرار دے سکتے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ چین آج واحد قوم بننے کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ چین کے سیاسی اختیارات اس وقت دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک تو چیانگ کائی شیک کی مرکزی حکومت اور دوسرے چین کے شمالی مغربی علاقوں میں کمیونسٹوں کی حکومت۔

چین کے ساتھ ہم جو طرزِ عمل اختیار کریں اس کی پشت پر صرف ایک جذبہ کارفرما ہو اور وہ ہے چین کو واحد قوم بننے کی کوشش میں مدد دینا۔ اس کے لئے ہمیں ملک میں خانہ جنگی کو روکنا قطعی ضروری ہے اور چیانگ کائی شیک اور کمیونسٹوں کو ساتھ مل کر کام کرنے پر مجبور کرنا ابھی اتنا ہی ضروری ہے۔

اس جنگ کے بعد چین اگر طاقتور اور متحد رہا تو یہ بات متحدہ امریکہ کے قومی مفاد کے موافق ہوگی کیونکہ ایک آزاد اور طاقتور چین ہمارا اور روس کا جاپان سے حفاظت کر سکے گا یہ ظاہر ہے کہ امریکہ نے اس جنگ میں دراصل چین کی وجہ سے حصہ لیا ہے۔ چنانچہ مشرق بعید میں امن و امان کے قیام کے لئے چین کا آزاد اور طاقتور ہونا بالکل ضروری ہے۔

۳۔ ایشیا کے مسئلہ کا تیسرا سب سے اہم پہلو ہندوستان ہے ہندوستان کے تمام حصوں کے سب سے زبردست اکثریت اس جنگ کے بعد مکمل آزادی کی خواہاں ہے۔ لیکن برطانیہ کے زیادہ تر مدبرین یہ چاہتے ہیں کہ جنگ کے بعد ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ ڈومینین اسٹیٹس Dominion Status دیا جائے۔ اگر کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو ہو سکتا ہے کہ ہندوستان بالکل غیر مسلح مفلس اور مجبور ہونے کے ایک زبردست انقلاب کی گرفت میں آ جائے۔

ہندوستان کے مسئلہ پر امریکہ کی پریشانی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے امریکہ کے باشندے یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اگر یہ جنگ آزادی کے لئے لڑی جا رہی ہے اور ہندوستان کے لوگ آزادی کے خواہاں ہیں تو پھر کیا یہ مناسب ہے کہ ہندوستان اس طرح غلام بنا کر رکھا جائے۔

ہزاروں لاکھوں امریکن فوجی افسران اور سپاہی اب ہندوستان کو بھی طرح جانتے گئے ہیں۔ ہمیں امید کرنی چاہئے کہ ان کے خیالات اور ان کی رائے سے ہندوستان کے مسئلے کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ہندوستان کا مسئلہ دراصل دنیا کا سب سے مشکل اور خطرناک مسئلہ ہے۔

یونان کے کمیونسٹوں پر الزامات

برطانی حکومت کا قرطاس ابیض

لندن یکم فروری۔ برطانوی دفترِ خارجہ نے ایک قرطاس ابیض جاری کیا ہے جس میں متعدد ایسی دستاویزات شامل ہیں جو یونان کی صورتِ حال کی وضاحت کرتی ہیں۔ یہ دستاویزات زیادہ تر ایسے برقیوں پر مشتمل ہیں جو ایتھنز سے برطانوی سفیر نے وزیر خارجہ مسٹر ایڈن کے نام ارسال کئے۔ ۵ جنوری کے ایک برقیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت سے جرمن یونان سے چلے گئے ایک مجلس ہے لیکن ابھی طرح کمیونسٹ پارٹی نے ملک میں خوف و دہشت کا راج قائم کر رکھا ہے ظلم و تشدد کی متعدد ہولناک داستانیں معلوم ہو چکی ہیں جن میں مردوں عورتوں اور بچوں کے قتل عام کے قصے بھی شامل ہیں یرغمالیوں کو سخت سردی میں سڑکوں پر گھسیٹا گیا اور ایک بڑی تعداد کو سردی کے عالم میں مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ برطانوی وزیر نے ابھی ایک اور برقیہ رسال کیا ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ یونان کے باشندگان یونان کو اس قدر خوفزدہ کر دیا ہے کہ لاٹ پادری ڈاماسکینوس جیسے شخص بھی کمیونسٹ لیڈروں سے ملنا پسند نہیں کرتے اس برقیہ میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ لاٹ پادری جماعتی سیاسیات سے بلند ہیں۔ لیکن وہ حق و باطل کے سوال سے غیر جانبدار نہیں۔

برما روڈ کے لئے چین کی شکر گزاری

چنگ کنگ ۔ ۳۰ جنوری ۔ جنرلسمو چیانگ کائی شیک نے ان برطانوی، امریکی اور ہندوستانی افواج کو خراج تحسین ادا کیا ہے جنھوں نے برما روڈ کی جنگ میں اپنی جانیں دیں۔ ایک نشری تقریر میں برطانیہ اور امریکہ سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا ۔ ۔ چینی نسلاً بعد نسل ان لوگوں کی یاد کا احترام کرتا رہے گا جنھوں نے اس لافانی دن کی خاطر اپنی جانیں دیں۔ اس جنگی کارنامہ میں ہمارے امریکی انگریزی اور ہندوستانی اتحادیوں کے جنگ آزما بہادروں نے جو عظیم الشان اور شاندار حصہ لیا ہے اس کے لئے ہم چینی آئندہ شکر گذار رہیں گے ۔ ان لوگوں نے جو سختیاں جھیلیں اور جو قربانیاں دی ہیں انھیں ہم کبھی فراموش نہیں کریں گے ۔ (رائٹر)

لیڈو برما روڈ کے کھل جانے سے فروری ۱۹۴۲ء کے بعد جب کہ جاپانیوں نے رنگون پر قبضہ کر کے برما روڈ کو بیکار کر دیا تھا۔ اب پہلی بار آزاد چین تک خشکی کا راستہ قائم ہو گیا ہے۔

لیڈو برما روڈ دو سڑکوں کو ملا کر بنائی گئی ہے۔ ان میں سے ایک پرانی برما روڈ ہے جو جنگی ضروریات کی بنا پر تیار کی گئی تھی اور دوسری وہ بارہ سو شاہراہ ہے جو شمال مشرقی ہندوستان سے شروع ہو کر چین اور برما کی سرحد پر شمال سے جنوب تک پھیلے ہوئے گیارہ ہزار فٹ اونچے کوہستانوں کے پار پرانی برما روڈ سے ملتی ہے۔

یہ سڑک لیڈو سے شروع ہوتی ہے جو آسام کا ایک ریلوے اسٹیشن ہے اور شمالی برما میں جنوب کی سمت جاتی ہے اس کے بعد مشرق اور جنوب مشرق کی جانب گھوم کر چین کے جنوب مغربی صوبے یونان کے دارالسلطنت کنمنگ تک چلی جاتی ہے۔ یہ بعض ایسے جنگلوں اور پہاڑوں سے ہو کر گذرتی ہے جو تمام ایشیا میں بدترین اور انتہائی دشوار گذار خیال کئے جاتے ہیں۔

لیڈو سے کنمنگ تک راست فضائی راستہ ۵۰۰ میل لمبا ہے لیکن سڑک ہزار میل سے زیادہ لمبی ہے اس لئے کہ وہ کم ناہموار راستہ پر بنائی گئی ہے۔ ٹھہرے گھاٹیوں کے بازو سے نکالی گئی ہے اور اس کے لئے ایسی زمین تلاش کی گئی ہے جو دلدل میں نہ دھنسے۔

اس نئی سڑک سے چین کو تقریباً تین سال کے بعد پہلی بار سمندر تک پہنچنے کا ایک مفید مطلب راستہ ملا ہے لیکن اس سے اور اس کے ساتھ ساتھ اس فضائی راستے سے جو ہمالیہ کے اوپر سے ہو کر جاتا ہے چین کے رسدی مسائل حل نہیں ہوئے۔

روسی فوجیں برلن کے قریب

ریلوے لائنوں اور شہروں پر قبضہ

لندن ۳۰ جنوری ۔ باوجود اس کے کہ جرمنی کی سرزمین پر بہت زبردست سرخ فوجیں حرکت کر رہی ہیں ۔ روز مشرقی پروشیا میں اور ایک سائیلیشیا میں ۔۔۔ مارشل ژوکوف کے زیر نگرانی ایک دوسری فوج مشرقی جرمنی کے صوبہ برانڈن برگ کو عبور کر چکی ہے۔ مارشل اسٹالن نے ابتدائی اطلاعات کی توثیق کی کہ مارشل ژوکوف نے صوبہ برانڈن برگ کو عبور کر لیا ہے۔ اس کی فوجوں نے سرحد کے اندر بارہ میل رقبہ رکھنے والے ایک مقام پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کی فوجیں اسٹیٹن کو جانے والی ریلوے پر برلن سے شمال مغرب ۹۰ میل کے فاصلے پر آ پہنچی ہیں۔ اسٹیٹن صرف ۶۰ میل آگے رہ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں تین اور شہر بھی جو تیس میل کے دور میں واقع ہیں مارشل ژوکوف کی فوجوں کے قبضہ میں ہیں۔ جرمنی بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے برلن کو ...... جانے والی سڑک پر واقع ایک رسدی شہر اور ریلوے سے تخلیہ کر دیا ہے اور مغرب کی سمت آگے انھوں نے پیچھے خطوط قائم کرتے ہیں۔ مارشل ژوکوف کو برلن اور ڈانزگ ریلوے کی جانب ۶۰ میل کے کٹاؤ کے ایک منطقہ میں نمایاں کامیابیاں مل رہی ہیں اور جرمنی کا یہ بھی بیان ہے کہ روسیوں نے جرمنی کے حدود کے اندر ایک کلیدی ریلوے جنکشن اور برلن سے ڈانزگ جانے والی اہم ریلوے لائن کو محصور کر لیا ہے۔ مشرقی پروشیا میں جو جرمن فوجیں محصور ہو گئی ہیں وہ مارشل چرنی خوسکی اور ژوکوف کی فوجوں کے دباؤ سے بتدریج گھٹتی جا رہی ہیں۔ بائیں سمت پر مارشل روکوسوسکی کی فوجوں نے سابقہ پولستانی حدود کے اندر ۶۰ مقامات سے دشمنوں کو نکال دیا ہے۔ جنوب میں مارشل کونیف نے بریسلاؤ کو محصور کرنے کی غرض سے جنگی اہمیت کی مزید کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ پہلی فوج کے دوسرے حصے [illegible] شہر کے قریب آ رہے ہیں تاکہ اس منطقہ کی فوجوں کو منقطع کر دیا جائے۔ (رائٹر)

ایجنٹ برار کی طرف سے ان کی تقریر کی وضاحت

کامٹی (ناگپور) بذریعہ تار ۱۱ جنوری۔ مسٹر اے ایس فاروقی اڈیٹر الفاروق کامٹی نے ایک صحافتی بیان میں بتلایا کہ الفاروق کے خصوصی نامہ نگار نے آنریبل ایجنٹ برار سے ناگپور میں ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی تاکہ وہ ان کی اس تقریر کی حقیقت حال معلوم کریں جو انھوں نے میٹل ہائی اسکول ناگپور سے طلبا کو مخاطب کرتے ہوئے کی تھی۔

آنریبل ایجنٹ برار نے کہا کہ ان کی اس تقریر کو موجودہ سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ انھوں نے طلبا کو یہ بتانے کی کوشش کی تھی کہ دوسرے ممالک والے ان کو صرف ہندوستانی ہی سمجھتے ہیں نہ کہ ہندو، مسلم یا عیسائی اگر وہ ہندوستان کے وقار کو بڑھانا چاہتے ہیں تو سب کو مل کر اس خصوص میں کوشش کرنا چاہئے۔

ایجنٹ برار نے ملاقات کے دوران میں یہ بھی کہا کہ انھوں نے اپنی تقریر کے دوران میں یہ بھی بتایا تھا کہ کس طرح ایک جاپانی امیر البحر نے ۱۹۳۵ء میں ان سے کہا تھا کہ جاپانی طالب علموں کو سکھایا جاتا ہے کہ ان کو امریکیوں کے خلاف جنگ کرنا پڑے گی۔ چنانچہ اس تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آج جاپانی اتنی جرأت کر سکے کہ ناقابل تسخیر قوم (امریکہ) کے خلاف جنگ کر رہے ہیں۔

آگے چل کر ایجنٹ برار نے کہا کہ یہ بات نامناسب ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو [illegible] جائے، ہندو اور مسلمان دونوں مساویانہ بنیادوں پر کھڑے ہیں اور مذہبی بنیادوں پر کسی قومیت کا قیام بے نتیجہ ہے۔

آخر میں موصوف نے کہا کہ بہت افسوس کی بات ہے کہ میری تقریر کو سیاست کا رنگ دے دیا گیا۔

سکندرآباد کے لئے فراہمی اغذیہ کا انتظام

حیدرآباد ۳۰ اسفندار۔ ریذیڈنسی کے ایک اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ برطانوی زیر انتظام علاقہ کی واپسی کی عنقریب توقع ہے اور اس حقیقت کے پیش نظر سکندرآباد کو جو اغذیہ کی فراہمی ہوتی ہے اس کا بیشتر حصہ ریاست ہی سے فراہم کیا جاتا ہے اس لئے اس امر کا تصفیہ کیا گیا ہے کہ سکندرآباد کے لئے علیحدہ اغذیہ کی نگرانی کا انتظام تھا۔ اس کا الحاق حکومت سرکار عالی کے انتظام سے کرایا جائے۔ ۱۱ اسفندار سے یعنی پہلی فروری سے سکندرآباد [illegible] حکومت سرکار عالی نے دو اشخاص کو ناظم اغذیہ و نائب ناظم اغذیہ کی جائیداد پر مقرر کیا ہے۔

حکومت ہند کی منصوبہ بندی وائسرائے کی مداخلت

سرار دشیر دلال کا بیان

دہلی ۱۰ جنوری۔ غیر مہم طریقہ پر اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ حکومت ہند کی منصوبہ بندی میں کسی طرح مداخلت کی ہے ایک صحافتی کانفرنس میں سر اردشیر دلال نے کن ترقیات و منصوبہ بندی حکومت ہند نے کیا ہے۔

سر اردشیر نے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی تجویز و سوال عملی اور کسی قسم کی مداخلت وائسرائے سے اب تک میرے تیار کئے ناکوں یا منصوبوں میں نہیں ہوئی ہے کسی نے کبھی لندن سے دوست کی ہے حتی کہ کسی ایک موقع پر بھی نہیں مجھے منصوبہ بندی میں آزادی دی گئی ہے۔

جب سر اردشیر سے یہ سوال کیا گیا کہ آیا ان کا یہ خیال ہے کہ ایک قومی حکومت ان اقتصادی منصوبوں کو جنہیں حکومت نے تیار کیا ہے روبہ عمل لانے کے لئے ضروری ہوگی تو سر اردشیر نے جواب دیا "یہ انتہائی ضروری ہے کہ ان منصوبوں پر پوری طرح کارروائی انجام دینے کے لئے کہ ایک حکومت قائم ہو جس سے کہ ہر قسم کے کنٹرول تحدیدات عوام کی عادات میں مداخلتیں اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں جو ان منصوبوں کی کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہوں گی اس قسم کا منصوبہ صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا ہے جب کہ ایک ایسی حکومت ہو جسے عوام کی پوری پوری تائید حاصل ہو عوام کو یہ یقین دلانا چاہئے کہ وہ تحدیدات جو ان پر عائد کی جائیں گی خود ان کی بھلائی کے لئے ہوں گی اور انہیں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے سر اردشیر نے یہ بھی کہا کہ اس حد تک ایک قومی حکومت کی قطعی ضرورت ہے کہ اس قسم کی منصوبہ بندیات کے عمل منصوبہ کی تکمیل کو پورا کر دینے کی ایسی ہی حکومت کر سکتی ہے۔

جب یہ سوال کیا گیا کہ آیا وہ سمجھتے ہیں کہ ایک قومی حکومت کے ہندوستان میں جنگ کے اختتام سے قبل امکانات ہیں سر اردشیر نے کہا کہ قطعی طور پر بیان کرتے ہوئے مجھے اس کی توقع ہے کہ ایک قومی حکومت اختتام جنگ سے بہت قبل ہی وجود میں آئے گی۔ کب اور کیسے وجود میں آئے گی میں بیان نہیں کر سکتا۔

جب آپ سے سوال کیا گیا کہ قومی حکومت سے آپ کا کیا مطلب ہے

تو سر اردشیر نے کہا کہ آپ کا مطلب کانگریسی حکومت نہیں بلکہ ایک ایسی حکومت ہے جو تمام جماعتوں کی نمائندہ ہو۔

ریل اور سڑک کے ذریعہ حمل و نقل پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے کہا کہ جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ موزوں مناسب ربط و ضبط اور تعاون عمل ہے جو ریل اور سڑک کے حمل و نقل کے مابین قائم ہے نہ کہ ان دونوں کے مابین مقابلہ جس سے کہ آخرکار دونوں کو نقصان پہنچے گا۔

آپ نے اس کا خیال بھی ظاہر کیا کہ آپ نہروں کے ذریعہ حمل و نقل کی حوصلہ افزائی کرنے کے موید ہیں۔ ایک پرچہ آیا انگلستان تک جو اسٹرلنگ فاضلات ہیں انہیں سامان کی خریدی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ سر اردشیر نے جواب دیا کہ حکومت ہند نے اس خصوص میں ابھی کوئی گفت و شنید نہیں کی ہے اور یہ کہ کوئی ایسی وجہ بظاہر نہیں ہے کہ مملکت متحدہ اس قابل نہ ہوگی کہ وہ اس قسم کا سامان فراہم نہ کرسکے جو ممالک متحدہ امریکہ سے کم ہو۔

حمل و نقل کی گاڑیوں اور انجنوں کی ہندوستان میں تیاری کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ابتدائی اقدام کے طور پر حکومت نے بائلرس کی تیاری شروع کر دی ہے اور جب یہ صنعت مناسب طریقہ پر قائم ہو جائے تو پھر انجنوں کی تیاری کا کام بہ آسانی شروع کیا جا سکتا ہے۔ (ا۔ پ)

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۱۲۵)
مورخہ ۲۲ اسفندار [illegible]

ہرگاہ صدر ناظم رسد کو اس کا اطمینان ہو چکا ہے کہ درآمد شدہ گھڑیوں (کے لئے بتاریخ ۳ مہر [illegible] مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۹ء تجارت کے معمولی عملدرآمد کے لحاظ سے قیمت درود بہ بندرگاہ پر جو اضافہ دیا جاتا تھا وہ اس کے بیس فیصد سے متجاوز تھا۔

ذریعہ ہذا بغرض اطلاع عام اعلان کیا جاتا ہے کہ بہ نفاذ ان اختیارات کے جو از روئے شرائط مندرجہ ضمن (۲) دفعہ ۶ دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابت [illegible] مجھے حاصل ہیں بحوالہ فقرہ (ب) ضمن مذکور میں قیمت درود بہ بندرگاہ پر حسب ذیل اضافہ منظور کرتا ہوں۔

اومیگا اور ٹساٹ گھڑیوں کے لئے (Omega and Tissot watches) (۲۰) فیصد اور محصول کروڑگیری

راسکوپٹ گھڑیوں کے لئے (Roskopf watches) (۱۵) فیصد اور محصول کروڑگیری

دوسری گھڑیوں کے لئے ۱۰ فیصد اور محصول کروڑگیری

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

اشتہار

حاضری۔ مرتبہ عدالت دیوانی منصفی سیلو تعلقہ پاتھری ضلع پربھنی واقع [illegible]

نمبر مقدمہ ۳۲ [illegible] اجلاس پنڈت گوبند راؤ صاحب بی اے ایل ایل بی منصف سیلو
ابتدائی

مقدمہ کشن لال بنام بھاگیرتھ وغیرہ

دعوے

زر نقد

بنام۔ رام پیاری بائی زوجہ رام لال ساکن [illegible] تعلقہ [illegible] ضلع [illegible]

ہرگاہ تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا کئے گئے لیکن تم پر تعمیل نہیں ہوئی اور تم تعمیل سے بچنے کے لئے گریز کر رہے ہو (اور پوشیدہ رہتے ہو) لہٰذا بذریعہ اشتہار تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] فروری [illegible] حاضر عدالت ہو کر جواب دہی کرو بہ صورت دیگر کارروائی ضابطہ ہوگی اور پھر شکایت کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

بہ ثبت دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔ فقط

مہر دستخط　　سررشتہ دار

منتظم عدالت　　صیغہ دار

فلسفہ عجم (جدید اڈیشن)

مجلد قیمت سے

ملنے کا پتہ: احمد حسین جعفر علی تاجر و ناشر کتب [illegible]

دشمن کی قید سے فرار ہونے والے ہندوستانی

حیدرآباد۔ ۲۵ اسفندار۔ حکومت ہند کے ایک اعلامیہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جاپان کے مقبوضہ علاقوں میں بہت سے ہندوستانی ایسے ہیں جنہوں نے اس امید پر دشمن سے تعاون عمل کی پیش کش کی ہے کہ اس طرح انہیں فرار ہونے اور انہیں ہندوستان آنے کا موقع مل جائے گا۔ اس طرح سے وہ ہندوستانی جنگی قید کی خاص شرائط پر فرار ہوئے ہیں کامیاب ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر ہندوستانیوں نے ہندوستان پہنچنے کے بعد فوجی یا سیول عہدہ داروں کو مطلع کیا اور جاپان کے مقبوضہ علاقوں کے بارے میں ان عہدہ داروں کو بہت سی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اس ضمن میں ان چند ہندوستانی سپاہیوں کا واقعہ قابل ذکر ہے جو گذشتہ سال جون میں ایک آبدوز کشتی کے ذریعہ بلوچستان کے ساحل پر لائے گئے تھے اور انہیں یہ احکام دیئے گئے تھے کہ وہ معلومات حاصل کرکے ایک وائرلیس آلہ کے ذریعہ جس کو اپنے ساتھ لائے تھے جاپانیوں کو مطلع کریں۔ تفصیل واقعات بروقت شائع کئے جا چکے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں یہ یاد ہوگا کہ ان لوگوں نے ہندوستان پہنچتے ہی اور اپنے آقاؤں کو فوراً اس کی خبر دی اور وائرلیس آلہ ان کے حوالہ کردیا اب یہ لوگ … اپنی رجمنٹوں میں واپس آگئے ہیں۔

حکومت ہند یہ باور کردینا چاہتی ہے کہ جو لوگ خود ہی اپنے آپ کو حوالہ کر دیتے ہیں اور عہدہ داروں کے سامنے پورے واقعات بیان کرکے یہ ظاہر کر دیتے ہیں کہ ان کے اس طرز عمل میں غیر وفاداری کا شائبہ نہیں انہیں خائف ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن اس کے برعکس جو لوگ دشمن سے کئے ہوئے وعدے پورے کرنے کی کوشش کریں گے اور جاسوسی اور تخریبی کاموں میں حصہ لیں گے ان کو چھوڑا نہیں جائے گا انتہائی سخت سزا دی جائے گی۔

بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسے اشخاص جن کے ارادے نیک ہوتے ہیں اپنے گھر کا … اپنے بزرگوں سے مشورہ کرتے ہیں کہ انہیں کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس بارے میں حکومت سرکار عالی یہ واضح کردینا چاہتی ہے کہ ان لوگوں کو اچھا مشورہ صرف یہی دیا جاسکتا ہے کہ وہ قریب ترین تعلقہ ضلع یا … کو اس کی خبر دیں اور یہ کہ سول یا فوجی عہدہ داروں کے سپرد ہو کر ان سے پورے واقعات ٹھیک ٹھیک بیان کردیں۔ بہ حیثیت مجموعی عوام کا یہ فرض ہے کہ اگر کسی شخص پر دشمن کا کارندہ ہونے کا شبہ ہو تو وہ عہدہ داروں کو اس کی خبر دیں اور ایسے اشخاص کو گرفتار کرانے میں امداد کریں۔ (اطلاعات)

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۱۲۶) مورخہ ۲۲ اسفندار ۱۳۵۲ف

صدر ناظم رسد کو اس کا اطمینان ہوچکا ہے کہ سائنس کے کانچ کے سامان آلات جراحی اور ربر کے سامان کے لئے بتاریخ ۴ ۲ مہر ۱۳۴۸ف مطابق ۳۱ اگسٹ ۱۹۳۹ء کے معمولی علمدرآمد کے لحاظ سے قیمت ورود بہ بندرگاہ پر جو اضافہ دیا جاتا تھا وہ اس کے بیس فیصد سے متجاوز نہ تھا۔

ذریعہ ہذا بغرض اطلاع عام اعلان کیا جاتا ہے کہ بہ نفاذ ان اختیارات کے جو از روئے شرط مندرجہ ضمن (۲) دفعہ ۳ دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابت ۱۳۵۲ف مجھے حاصل ہیں بحوالہ فقرہ (ب) ضمن مذکور میں قیمت ورود بہ بندرگاہ پر حسب ذیل اضافہ منظور کرتا ہوں

سائنس کے کانچ کے سامان۔ آلات جراحی اور ربر کے سامان کے لئے

تھوک فروشی	۶۰ فیصد اور محصول کروڑگیری
چلر فروشی	۱۰۰ فیصد اور محصول کروڑگیری

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

نواب صدر اعظم بہادر کی تقریر

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۳)

لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ اہم کام مویشیوں کا علاج اور نگہداشت ہے کیونکہ معاشی اعتبار سے اس کو حقیقی اہمیت حاصل ہے

ہمارے ملک میں مویشیوں کی پرورش اور افزائش کا مستقبل مویشیوں کی پرورش و علاج … کام کرنے والوں کی بہتر تربیت اور اعلیٰ تعلیم پر اس حد تک منحصر ہے کہ یہ مسئلہ ہماری مستقل توجہ اور غور و خوض کا مستحق ہے۔ کام کرنے والے عملہ کا اچھی طرح تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے اور ان کی رہنمائی کے لئے ایسے اشخاص بھی ہوں جو جدید سائنٹفک طریقوں سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے مسرت ہے کہ آپ ہمارے … کو … ایک مرتبہ پھر میں آپ کو … ہوں کہ یہ امر نہایت طمانیت بخش ہے کہ حسب پروگرام … نگہداشت حیوانات جیسا اہم فن کا ادارہ … میں اپنا جلسہ منعقد کر رہا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آپ کی کانفرنس نہایت کامیاب ثابت ہوگی اور میں امید کرتا ہوں کہ اس موقع پر آپ کے مباحث مملکت آصفیہ کے لئے بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوں گے۔ … کے پیش نظر مباحث سے تمام ملک کو دلچسپی ہے اور آپ کے فیصلے اصولی اور معاشی اعتبار سے بہت اہم ہوں گے۔

حیدرآباد کا جنگی ہفتہ

سرپرست

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری

آنریبل سر آر تھر لوتھین

صدر - قمر ایس طیب جی صاحب

اعزازی خازن - علی حیدری صاحب
حیدرآباد اسٹیٹ بنک

اعزازی شریک معتمدین { جے ڈبلیو پارسلو صاحب / نواب معین نواز جنگ بہادر / ایس اے رسیلو صاحب }

۱۵۹ - توپ کا سانچہ - حیدرآباد۔

آپ کی امداد کی فوری ضرورت ہے

حیدرآباد و سکندرآباد کے باشندے جنگی مساعی کیلئے مالی امداد کی ہر اپیل کا جواب ہمیشہ فیاضی سے دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس حوصلہ افزا تجربہ اور باشندگان حیدرآباد و سکندرآباد کی روایتی فیاضی پر یقین کی بنا پر آنریبل ریذیڈنٹ اور ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری نے اپنی سرپرستی میں حیدرآباد کے جنگی ہفتہ کا انتظام فرمایا ہے۔

حیدرآباد کے جنگی ہفتہ کے ضمن میں جو آمدنی ہوگی اس کا دو تہائی حصہ حیدرآباد کے سرمایہ اغراض جنگ کے لئے اور ایک تہائی حصہ ریذیڈنٹ کے سرمایہ اغراض جنگ کیلئے دیا جائے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس موقع پر فراخدلی سے کام لیا جائے گا اور اتنی زیادہ رقم جمع ہو جائے گی کہ وہ ہمیں یوم فتح تک کیلئے کافی ہو سکے۔

ہمارے سپاہیوں، ملاحوں اور ہوابازوں کے دلیرانہ کارنامے کسی صراحت کے محتاج نہیں کیونکہ ہر شخص ان سے بخوبی واقف ہے۔ آج کل ان جانبازوں کو یورپ میں، ساحلی افریقہ، برما و مشرق بعید میں جو مختلف قسم کی سختیاں درپیش ہیں اور وہ ان تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت خندہ پیشانی سے کر رہے ہیں۔ لیکن ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ ان کی زندگی کو حتی الامکان حد تک آرام دہ بنایا جائے اور ان کیلئے بعض ایسی آسائشیں فراہم کی جائیں جو ان سختیوں کو قابل برداشت بنا دیں۔ سپاہیوں کی زندگی کو ممکنہ حد تک خوشگوار بنانے کیلئے روپیہ کی شدید ضرورت ہے اور اس ضرورت کی تکمیل ہمارا ایک اہم فرض ہے۔ مختلف اداروں کے ذریعہ جو مالی امداد دی جاتی ہے اس سے سپاہیوں کے لئے ضروری سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ چنانچہ زخمیوں اور قیدیوں نے خود بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ان کے لئے انجمن صلیب احمر نے اور نابیناؤں کے لئے انجمن سینٹ ڈنسٹن نے کس قدر مفید خدمات انجام دی ہیں۔

اگرچہ "جنگی ہفتہ" کا آغاز ۲۲ / فروری ۱۹۴۳ء سے ہوگا لیکن عطیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اگر آپ اپنا عطیہ ازراہ عنایت اس پتہ پر روانہ فرمائیں تو باعث ممنونیت ہوگا۔

اعزازی خازن، "حیدرآباد وار ویک" حیدرآباد اسٹیٹ بنک - حیدرآباد۔

قمر طیب جی
صدر

احمد پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر ملکت ساپچہ توپ سے شائع ہوا۔